بین المسالک ہم آہنگی کا فروغ اور نظامِ ریاست کو وحدت امت کے حوالے سے درپیش مشترکہ چیلنجز، قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

Promoting interfaith harmony and the common challenges facing the state system regarding the unity of the Ummah, in the light of Quranic teachings

Abbas Ali Raza
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.
E-mail: abbasaliraza@lgu.edu.pk

Dr. Ata Ur Rehman
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.
E-mail: ataurrehman@lgu.edu.pk

Dr. Hafiz Faiz Rasool
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.
E-mail: drhfrasool@lgu.edu.pk

Abstract:

Interfaith harmony is an important requirement of the time because in our country, in the name of religion, the blood of the innocent is shed, while the fatwa of disbelief is not delayed for a moment in the followers of other sects. Has the issuance of fatwas of disbelief promoted religious harmony or increased the incidence of provocation? After much misery, our religious leadership has discovered the secret that instead of calling people of other sects infidels and arrogant, it is better to express one's point of view in the best possible way. After all, the religious leadership has come to the conclusion that a small section within each sect propagates extremist ideologies and hatreds while all are to blame. A 20-point code of conduct has been agreed upon for the promotion of Al-Masalak Harmony. The code of conduct signed by the scholars states that no

school of thought will be allowed to make baseless accusations and speeches against hate speech, insults and others. No one will be able to insult the Holy Prophets, the Righteous Caliphs and the Companions. The Code of Conduct stipulates that no one has the right to declare persons belonging to the government, armed forces and law enforcement agencies as infidels.

Keywords: Interfaith harmony, Religious leadership, Extremist ideologies,

تمہید:

تاریخ بشریت پر اگر غور و فکر کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائیگی کہ ابتدا ہی سے دو طرح کے نظریات وجود میں آئے ایک الٰہی نظریات اور دوسرے طاغوتی نظریات، الٰہی نظریات توحید پر استوار تھے جن کی رہبری کی ذمہ داری انبیاء علیہم السلام کے ذمہ تھی۔ لیکن طاغوتی نظریات شرک و تفرقہ وجدائی واختلاف کے بل بوتے پر جاری رہے، جن کی باگ ڈور طاغوتی و شیطانی ہاتھوں میں تھی ۔اگر حکومتِ اسلامی کی بقاء وحیات توحید پر ہے، تو پھر طاغوتی نظریات کی بقاء انسانوں کے درمیان تفرقہ وجدائی سے وابستہ ہے چاہے وہ زمانہ ماضی ہو یا زمانہ حال ہو۔ لیکن انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور اتحاد واتفاق کے راستے پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ ہم نے اپنے اس مقالے میں بین المسالک ہم آہنگی سے متعلق سیرت النبی کے سب سے بنیادی ماخذ قرآنِ حکیم میں بیان ہونے والی ہدایات کی روشنی میں نظام ریاست کو درپیش چیلنجز کا حل پیش کرنے کی سعی کی ہے، ملاحظہ کیجئے:

بین المسالک ہم آہنگی اور قرآنی تعلیمات

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وحدت کی دعوت دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ''[1]

ترجمہ: بیشک تمہاری امت کا دین ایک دین ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرتے رہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ''[2]

ترجمہ: تمام ایمان والے باہم بھائی بھائی ہیں، پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح برقرار کرو۔

قرآن حکیم نے وحدت امت کے لئے جو روش اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے مابین صلح قائم ودائم رکھو۔ قبائل عرب جو ہمیشہ جنگ وجدال میں برسرپیکار رہتے تھے اور اختلاف وافتراق انکا شعار بن چکا تھا، ظہور اسلام کے بعد قرآن نے ان سے بھی

وحدتِ امت کا کلمہ پڑھوالیا، اور یہ اسی وحدت کی طاقت تھی کہ جنگ بدر میں تین سو تیرہ افراد ہزار پر غالب ہوگئے۔ اگر مسلمانانِ عالم اس دور میں بھی اصلاحِ اخوت کو اپنا فریضہ سمجھ کر وحدت امت کے راستے پر گامزن ہو جائیں تو نہ صرف ظلم وبربریت اور معاشی سطح پر درپیش مشکلات ورکاوٹوں سے خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں بلکہ اس کے مقابل ایک مستحکم وپائیدار چٹان بن کر اسلام دشمن عناصر کا سدباب کر سکتے ہیں۔

رسولِ کریم ﷺ کی یہی کوشش تھی کہ مسلمان ایک قوت وطاقت کے حامل ہو جائیں اور ان کے درمیان محبت و ایثاراور بھائی چارہ کو فروغ دیکر عالمی وحدتِ امت کے راستے کو ہموار کر دیا جائے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کی نظر میں عالمی وحدتِ امت کا کیا مفہوم ہے؟ آیا یہ محض اتحادواتفاق کا نام ہے؟ اخوت ومحبت کا نام ہے؟ یا ان سے ہٹ کر کوئی اور شئے ہے؟ ارشاد ربانی ہے:

''وَاعتَصمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعا وَلَا تَفَرَّقُوا''[3]

ترجمہ: تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو اور تفرقہ نہ کرو۔

یہ آیت مبارکہ صراحتاً لوگوں کو اتحادامت کی دعوت دے رہی اور ہر طرح کے تفرقہ سے روک رہی ہے۔ مفسرین نے ''حبل اللہ'' سے ہر طرح کا وسیلہ اورارتباط خدا کی ذات اقدس سے منسلک ہونا مراد لیا ہے۔ لہذا جب تک تفرقہ کو دور نہیں کیا جائے گا حبل اللہ اور وحدتِ امت کا مفہوم سمجھ نہیں آئے گا۔ اور جس دن تفرقہ کو دور کرکے عالمِ اسلام نے وحدت کا لباس پہن لیا تو پھر اسلام کے سامنے کفر بھی ڈھیر ہو گیا، کیونکہ اس وحدت میں اتنا استحکام موجود ہے کہ مسلمان تعداد میں کم ہونے کے باوجود بھی دشمنانِ اسلام کے سامنے ''كانهم بنيان مرصوص'' بن جاتا ہے، اور فتح اس کے قدم چومتی ہے اور اسی اتحاد کا نتیجہ تھا کہ ابتداء اسلام میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوتے رہے۔ اس بات کو قرآن مجید نے بھی بیان کیا ہے:

''وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ''[4]

ترجمہ: مسلمانوں اس وقت کو یاد کرو کہ جب تم تعداد میں کم تھے اور کمزور تھے تم کو ہر وقت اس بات اندیشہ تھا کہ لوگ تمھیں اچک لے جائینگے، لیکن اللہ نے تم کو پناہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی، اور تمھیں پاکیزہ رزق عطا کیا کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

وحدت کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین محبت وشفقت اور ایثار وہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، قرآن مجید نے اصحابِ پیغمبر کے بارے میں فرمایا:

''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعهُ أَشِدَّاء علَى الْكُفَّارِرُحَمَاء بَيْنهُمْ''[5]

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اورانکے اصحاب کفار کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں اورآپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربان ہیں۔

لہذا وحدت کا مطلب یہ نہیں کہ تمام مسلمان آپس میں دوستی کو برقرار رکھیں ، بلکہ عملی طور پر متحد ہو کر قرآن واسلام اوراس کے اصول سے دفاع کی خاطر دشمنانِ اسلام کے سامنے شمشیر بکف ہوجائیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق وحدت کا مفہوم بہت واضح ہے۔ اگر وحدت اسلامی قرآن اور اسوہ رسول ﷺ کی بنیاد پر مملکت اسلامی میں مسلمانوں کے مابین فروغ پاجائے تو پھر ملتِ اسلامیہ کبھی بھی غلامی میں نہیں جکڑی جاسکتی، اس لئے اللہ کی مدد ہر لحاظ سے ان کے شاملِ حال ہوگی، اور ساتھ ہی ساتھ دشمنان اسلام ضرور پسپا ہونگے۔

مشرق ومغرب کی استعماری قوتیں اگر آج کسی چیز سے خوف زدہ ہیں تو وہ وحدت مسلمین ہے۔ ان کو معلوم ہے کہ جس روز مسلمان وحدت پر اکھٹے ہوجائیں گے اس دن سے ہم مشکلوں میں گرفتار ہوجائیں گے ، لہذا ان کی ساری توجہ اس بات پر ہے کہ انکے درمیان تفرقہ برقرار رہے، انھوں نے نہ جانے کتنے اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو خرید لیا ہے، جس کے سبب مسلم حکمران ومسلم نظامِ ریاست کے منتظمین قرآن کی ہدایات سے صرفِ نظر کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ قرآن نے جس قدر وحدت کی تاکید کی ہے اتنا ہی مسلمان تفرقہ واختلاف میں گرفتار ہیں، جبکہ قرآن نے نہایت احسن انداز میں مسلمانوں کو تفرقہ واختلاف کے نتائج سے آگاہ کردیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَا تنَازَعوا فَتفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصبِرُوا إِنَّ اللهَ مَع الصَّابِرِينَ''[6]

ترجمہ: تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری طاقت ختم ہوجائے بلکہ مقاومت کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

لیکن اسلامی ممالک کی نظام ریاست کے منتظمین حکمرانوں اور عالم اسلام کی تمام ریاستوں اغیار کی جانب سے آزمائشوں کا سامنا ہے۔ دشمنانِ اسلام کی اسلام مخالف سازشیں اپنے انتہا پر ہیں اوراپنوں کی غلطیاں اور جرائم بھی مسلسل جاری ہیں۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے گویا کہ عالم اسلام کی ریاستیں اپنے اختتام کے قریب آن لگی ہیں اور عالمی وحدتِ اُمت پھر زوال پذیر ہوگئی ہے۔ مسلم ممالک اوراپنے معاشرے پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں یہ واضح دکھائی دیتا ہے کہ ہم اسلامی احکامات سے روگرداں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے متنبہ کردیا ہے:

''وَلَا تَنَازَعوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ''[7]

ترجمہ: اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمھارے اندر کمزوری ہو جائے گی اور تمھاری ہوا بکھر جائے گی۔

لیکن من الحیث الامت ہم کئی کئی اختلافات و تنازعات کا شکار ہیں۔ اور باہم ایک دوسرے سے بر سرِ پیکار ہیں اگرچہ قرآن میں ہمیں ظلم کرنے سے بار بار منع کرتے ہوئے ہمیں خبر دار کیا گیا ہے:

''وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عذَابًا كَبِيرًا ''[8]

ترجمہ: اور جو بھی تم میں سے ظلم کرے اُسے ہم سخت عذاب دیں گے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاء ثُمَّ لَا تُنْصرُونَ''[9]

ترجمہ: اِن ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہیں کوئی ولی نہیں ملے گا جو اللہ سے تمہیں بچا لے اور کہیں سے تمہیں مدد نہیں پہنچے گی۔

لیکن مسلمانوں نے اپنے محدود دنیاوی امور کی خاطر اپنے مخالفین پر ظالم کے حق میں بھی دلیلوں کے انبار لگا رکھے ہیں۔ اللہ کے احکامات کو سامنے رکھ کر دیکھ لیں۔ ہم انفرادی حیثیت میں ہی نہیں بلکہ اُمت وملت کی حیثیت میں بھی انہیں پامال کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ہم اپنا جائزہ لیں کہ آیا کیا ایسا ہی ہے؟ اور اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کریں۔ ہم اختلاف کا شکار ہیں اور اس کا اس کا سبب آپس کی مخالفت اور تفرقہ ہے۔ تفرقہ بازی اللہ کی حکم عدولی کا راستہ ہے جبکہ ہمیں رحمٰن کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کی کی طرف آنا ہو گا جس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں فرمایا:

''وَأَنَّ هَذَا صرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعوهُ وَلَا تَتَّبِعوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصاكُمْ بِهِ لَعلَّكُمْ تَتَّقُونَ ''[10]

ترجمہ: اور بے شک یہی میری سیدھی راہ ہے، لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اُس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندا کر دیں گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمھارے رب نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو۔

عصر حاضر میں ہم مسلمان اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اتحاد و اتفاق کی بجائے تقسیم در تقسیم خود کو کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآنِ حکیم میں تفرقہ بازی کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے:

''إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعلُونَ ''[11]

ترجمہ: جولوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے آپ کو کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

غور کیجئے یہاں آپ ﷺ کو حکم ہے کہ تفرقوں میں پڑنے والے گروہوں میں شامل افراد جدھر چاہیں رخ کریں، ان کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ان کے اختلافات اور تفرقے کا آخرت میں بہت سخت انجام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عذَابٌ عظِيمٌ، يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ''[12]

ترجمہ: کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے۔ جنھوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے، جب کہ کچھ لوگ سرخ رُوہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا۔

مسلمانوں کا شرف، فضیلت، کرامت، عزت، اخوت اور وحدت کی سند ہے، جس کے زیرسایہ آکر فرزندان توحید سرفرازی کے ساتھ یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ "ہم مسلمان ہیں"۔ ارشاد فرمایا:

''وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ''[13]

ترجمہ: اور بے شک یہی تمہارا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں سو مجھ سے ڈرو۔

اخوت کے متعلق ارشاد فرمایا:

''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ''[14]

ترجمہ: بے شک تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اگر مسلمانوں کے مابین اخوت و وحدت قائم رہے گی، تو یقیناً انہیں عزت و کامیابی حاصل رہے گی۔ اور اگر ان کی ذرا سی لاپرواہی اخوت، بھائی چارہ، ایثار و ہمدردی اور وحدت کو پارہ پارہ کر دے گی۔ قرآنِ حکیم میں مسلمانوں کو تنبیہ کر دی گئی ہے کہ:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ،، وَاعتَصمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعا وَلَا تَفَرَّقُوا''[15]

ترجمہ: اے ایمان والو! خدا کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جو اس کے تقوے کا حق ہے اور موت کو گلے نہ لگاؤ مگر یہ کہ حالت اسلام میں اور خدا کی رسّی کو تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔

رسولِ کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے مسلمانوں کے مابین اخوت قائم فرمایا اور امت مسلمہ کے مابین وحدت کا رابطہ قائم کر دیا۔ اور مسلم امہ اس کی بدولت توحید، نبوت، قرآن اور کعبہ کے مشترک عقیدہ کی گرہ میں جڑ گئی۔ اور جس کی وجہ سے ان کی وحدت ایک آفاقی وحدت بن گئی اور ان کی اس وحدت کے استحکام سے دشمنان اسلام کا شیرازہ بکھر گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جو ہدایات عطا کی ہیں ان کی روشنی میں آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اسلامی ممالک کے نظامِ ریاست کو بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے جو چیلنجز درپیش ہیں ان سے مؤثر و احسن انداز میں امت کو عالمی وحدت پر اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ اور امت کو انتشار و اختلاف کی کیفیات سے نکالا جا سکتا ہے۔ نظام ریاست کی مضبوطی اور وحدت امت کے لئے حسبِ ذیل اقدامات ناگزیر ہیں:

1۔ امت کا اتحاد:

''إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعبُدُونِ''[17]

ترجمہ: بے شک تم ایک امت ہو، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری بندگی اختیار کرو۔

2- الہامی مذاہب کے پیروکاروں سے مکالمہ:

''قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا''[18]

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے کہ اہل کتاب ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بندگی نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔

3- مکالمہ بین المذاہب:

''شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا''[19]

ترجمہ: تمہارے لیے دین میں اللہ نے وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی ہدایت نوح کو کی اور جس کی وحی اے پیغمبر تمہیں بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور تفرقہ نہ کرو۔

4۔ کل انسانیت کے ساتھ ہم آہنگی کا پیغام:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا''[20]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تم میں شعوب اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم باہم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

ان آیات کے پیش نظر ہمیں یہ یقین کرنا ہو گا کہ اتحاد بین المسلمین پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمارا فریضہ کیا ہے؟ اور پھر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرے۔ یعنی اتحاد اسی وقت مکمل طور پر نمایاں ہو گا جب امت اسلامیہ کی ہر فرد ہر سطح پر اس فریضہ پر عمل پیرا ہو گا۔

بین المسالک ہم آہنگی کی ضرورت

وحدت امت یا وحدت بین المسلمین کس لئے ضروری ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کے جواب کی تلاش کے لیے اگر ہم اپنی اسلامی ریاستوں افعال و کردار اور حالات و واقعات پر نظر دوڑائیں تو ہمیں خود بخود اس کا جواب بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلامی ریاستوں میں بھی مسلمان بے بس نظر آرہے ہیں۔ لیکن ایسا کیوں ہے؟

کیوں مسلم فرد ریاستِ اسلامیہ میں لاچار ہے؟

کیوں ایک مسلمان ریاستِ اسلامیہ میں تحقیر اور استحصال کا شکار ہے؟

کیوں کوئی بھی مسلم فرد ریاستِ اسلامیہ میں فقیر و نادار ہے جبکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی معیشت کافی مستحکم ہے؟

ان تمام سوالوں کا جواب اغیار کو بنایا ہوا وہ نظام ہے جس کے شیطانی حربوں اور انگاروں سے پوری عالمِ انسانیت بالخصوص اسلامی دنیا جھلس رہی ہے۔ جس نظام کا لازمی نتیجہ مسلم امہ کی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ذیل میں ان اہم اثرات کی جانب توجہ مبذول کروائی جارہی ہے ملاحظہ کیجئے:

1۔ مسلم امہ پر مغربی ثقافت کے اثرات:

ثقافتی یلغار کے اہم آلات و وسائل جن کے ذریعے مسلم ممالک کے تمام افراد کو اپنی اسلام اقدار و ثقافت سے دور کیا جارہا ہے ان میں اخبارات، کتابیں، رسالے، ریڈیو، ٹیلیویژن، فلمیں، انٹرنیٹ اور اس وقت سب سے زیادہ طاقتور ہتھیار سوشل میڈیا کے تمام ہتھکنڈے ہیں۔

2۔ مسلم امہ پر مغربی ٹیکنالوجی کے اثرات:

مغربی ممالک اپنی اخلاقی زبوں حالی کے باوجود علم اور ٹیکنالوجی میں مسلسل عروج کی منازطے کررہے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب مسلمانوں کی علم اور ٹیکنالوجی کے میدان میں زبوں حالی مزید پسماندگی اختیار کیے ہوئے ہے اور جس سے آئندہ بھی مغربی طاقتوں کا تسلط مسلم ممالک پر برقرار رہنے کے آثار واضح ہیں۔

3- مسلم ریاستوں کے خلاف استعماری طاقتوں کا اتحاد:

استعماری ممالک اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود بھی مسلمانوں کے شعائر اور مسلم امہ کی کمزوری اور غارت گری کی خاطر ہم پیمان ہیں اور وہ ہمیں علمی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی اور سطح پر کمزور بنانے پر متحد ہیں۔

4- زمینوں پر قبضہ:

مغربی طاقتوں نے اسلامی ریاستوں کی سرزمینوں اور ملکوں پر ناجائز طریقہ سے قبضہ کررکھا ہے جو تاحال جاری ہے۔ عراق ،فلسطین اور کشمیر کی سرزمین اور افغانستان کے مسلمانوں کی بے بسی اسی بات کو واضح کررہی ہے۔

5۔ مخالفِ اسلام فرقوں کی بھرمار:

اسلام کے نام پر فرقوں کا وجود جن میں سے بیشتر فرقے دشمنان اسلام کے خود ساختہ پیدا کردہ ہیں۔ جو مسلمانوں کے مابین گمراہ کن افکار پھیلاتے ہیں اور مختلف حیلوں کے استعمال مسلم امہ میں اختلاف و انتشار اور خلفشار کے پھیلاؤ میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں۔

6- مسلم علماء اور مفکرین کی لاپرواہی:

غیر اسلامی ریاستوں میں مسلم اقلیتوں یعنی مسلم نوجوان اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار اور شریعت واحکامات الٰہی کو فراموش کررہے ہیں۔ جو عالمی سطح پر مسلمانوں کا دیگر ادیان ومذاہب کے ساتھ بے ہنگم میل جول اور باہمی تعلقات، رشتہ داریاں اور علماءِ اسلام اور مفکرین کی عدم توجہی کے سبب ہورہا ہے۔

7۔ اسلام و مسلم امہ کو دہشت گرد کے طور پر مشہور کرنا:

دشمنانِ اسلام اور مغربی طاقتیں اسلام اور مسلم امہ کے نام پر دہشت گرد گروہوں کو وجود میں لاتی ہیں اور انہیں منظم کرکے اسلام و مسلمانوں پر الزام تراشیاں کرتے ہیں۔ ایسے گروہوں کو باقاعدہ جنگی تربیت دی جاتی ہے اور انہیں اسلامی ریاستوں میں بھیج دیا

جاتا ہے، پھر ان خود ساختہ گروہوں و تنظیموں سے اپنے ملک پر حملہ کرواتی ہیں تاکہ اسلام اور دہشت گردی کو لازم وملزوم بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں اور ساتھ ہی اسلامی ملک پر حملہ آور ہونے کا بہانہ وجواز تلاش کر سکیں۔

مسلم ممالک کے نظامِ ریاست کو درپیش مشکلات:

اسلامی ممالک کو اندرونی طور پر بہت سی مشکلات کا سامنا ہے جن میں سب سے بڑھ وحدتِ امت کے مظاہر میں مسلم سماج کے افراد کا باہم اختلاف ہے۔ لیکن عالمی حالات وواقعات کے پیش نظر مسلم ممالک کے لئے اتحاد بین المسلمین اشد ضروری ہے۔ مسلم ممالک کو جو مشکلات، خطرات اور چیلنجز درپیش ہیں اور جن سے اکثر وبیشتر اسلامی ریاستیں روبرو ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- مسلمانوں کا دیگر اقوام کے تمدن میں ڈھل جانا اور ان کے رسوم ورواج کو اختیار کرنا۔

2- بعض اسلامی ممالک کی حکومتوں کا غیر مستقل ہونا اور اسلام دشمن ریاستوں کو اسلامی عزت واقتدار پر ترجیح دینا۔

3- فقر وغربت کا راج اور اقتصادیات کی زبوں حالی اور مہنگائی جس کے سبب علمی اور ثقافتی زوال مسلمانوں کا جزو لاینفک بن گیا ہے۔

4۔ مسلم ممالک کے مابین اختلافات وانتشار کا ہونا اور آپس میں ایک اسلامی ملک کا دوسرے اسلامی ملک کے خلاف اپنی سرزمین اور املاک کا اسلام دشمن عناصر کے حوالے کر دینا، تاکہ دشمن باآسانی حملہ آور ہو سکے۔ اسلامی ریاستیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے بجائے اسلام مخالف طاقتوں کے سامنے مسلم ریاستوں کے خلاف دوستی وتعاون کا ہاتھ بڑھا دیتے ہیں۔

5۔ مسلمانوں کے مابین مسلکی اور دینی امور پر مباحثوں اور اختلافات اکثر اوقات علمی مباحث وگفتگو سے باہر نکل کر لڑائی جھگڑوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر یہ جھگڑے اس قدر طول اختیار کرتے ہیں کہ قتل وغارت گری کی نوبت آجاتی ہے۔ اور انہیں اختلاف کے سبب سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں افراد بے گناہ لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ ان اختلافات اور جھگڑوں کے نتیجے میں کتنے بچے یتیم، عورتیں بیوہ اور مائیں بے اولاد ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں شائد ہمیں اس نقصان کا اندازہ تک بھی نہیں ہے۔ ایک دوسرے سے بد اخلاقی سے پیش آنا اور کفر وفسق کی الزام تراشیاں عام ہیں۔ اور یہی مسلکی اختلافات اس قدر پہنچ جاتے ہیں کہ مسجدوں اور زیارت گاہوں میں بھی انسانوں کا ناحق خون بہا دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے اس طرح کے افعال اسلام دشمن قوتوں کے لئے مسرت اور مسلم امہ کی زبوں حالی کا سبب بنتے ہیں۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے اللہ رب العزت کا حکم ہے:

'' وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ''[21]

ترجمہ: اور اگر مومنین کے دو گروہ باہم لڑائی کریں تو تم ان کے مابین صلح کراؤ اور اگر ایک گروہ دوسرے پر ظلم کرے تو سب مل کر اس سے جنگ کرو جو زیادتی کرنے والا گروہ ہے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو عدل وانصاف کے ساتھ اصلاح کرو اور انصاف کرو، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

متذکرہ بالا آیتِ مبارکہ ہر مسلمان کو حکم دے رہی ہے کہ باہم اپنے دو مختلف گروہوں کے مابین اختلاف ہونے پر صلح کی راہ ہموار کرو اور صلح کروانے میں ان دو گروں کی مدد کرو جو باہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے پیشِ نظر کیا مسلم امہ اور اسلام کے ماننے والے ہر فرد کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ باہم آپس کے اختلافات کو دور کرنے میں اپنا مؤثر کردار ادا کرے؟ کیا ہم اسلام کے دعویدار ہونے کے باوجود قرآن کے اس حکم پر عمل کر رہے ہیں؟

کیا دو اسلامی ممالک کے آپس کے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے کوئی اور اسلامی ممالک میں سے ثالثی کا کردار ادا کرنے کو تیار ہے؟

یا یہ کہ ہر مسلمان، ہر اسلامی ملک اور ہر اسلامی گروہ صرف اپنے شخصی وذاتی مفاد کو مد نظر رکھے ہوئے ہے؟

6۔ دشمنانِ اسلام کی جانب سے ذرائع ابلاغ بالخصوص سوشل میڈیا کے ذریعہ مسلمانوں کے مابین لسانیت، عصبیت اور قومیت پرستی کی آگ کو شعلہ ور کرنا۔ ان تمام حالات وواقعات کو جانتے ہوئے بھی مسلمان فریب کا شکار ہیں۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات میں انہیں گاہ کیا جاچکا ہے کہ کسی انسان کو کسی بھی انسان پر برتری نہیں ہے اور فضیلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ''[22]

اے کاش! یہ مسلمان عصر حاضر کے تقاضوں کا ادراک کرلے اور قوم پرستی اور نسلی ونژادی عصبیت سے کنارہ کشی اختیار کرکے اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی کا شعار بنالے۔

۷۔ اسلامی سماج میں طبقاتی فاصلوں کا وجود بھی وحدتِ امت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

بین المسالک ہم آہنگی اور ہماری ذمہ داریاں

موجودہ دور میں ہر طرف نفسا نفسی اور افراط تفریط کا چلن ہے۔ ہمارا ملک اس وقت جس طرح کے مسلکی و مذہبی اور سیاسی و لسانی انتشار کا شکار ہے۔ اس طرح کے حالات وواقعات اس سے قبل نہیں گزرے۔ اور اب یہ حالات وواقعات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اتحادِ امت کی جانب توجہ مبذول کی جائے اور اس کے لئے سب سے پہلا قدم بین المسالک ہم آہنگی ہے۔ اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ہر قسم کے گروہی حصار اور سیاسی و مذہبی نفرتوں سے باہر نکل کر اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں جو ایک مسلمان کے لئے اس کی دینی و دنیاوی کامیابی کی ضامن ہیں۔ کسی بھی گروہ کی سوچ صرف اور صرف محدود دائرہ کار کے تحت اپنے مفادات تک ہی محدود رہتی ہے، چاہے وہ گروہ مذہبی نوعیت کا ہو یا وہ گروہ سیاسی یا قومیت یا لسانیت کے نام پر وجود میں آیا ہو، اس طرح کے گروہ جو صرف اپنے مفادات کے حصول کے تحت وجود میں آتے ہیں وہ من الحیث القوم یا من الحیث الامت ترقی کی راہ میں یا عالمی وحدت کی راہ میں مشکلات کا سبب پوتے ہیں۔، علامہ اقبال صحیح فرما گئے:

فرقہ بندی ہے تو کہیں ذاتیں ہیں

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہمیں نہ تو اسلام اور اسلامی اقدار کی فکر ہے اور نہ ہم اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے کچھ کر سکے ہیں۔ ہر شخص اپنے آپ کے لئے کام کر رہا ہے اور صرف ہمارا مقصد ہم ہی ہیں۔ ہماری قوم کو تقسیم در تقسیم کیا جا رہا ہے، ہر سطح پر ہم ابتری کی جانب گامزن ہیں، ہمارے نوجوانوں کو اپنی ہی تعلیمات سے منحرف کرنے کا کوئی بھی موقع ضائع نہیں کیا جا رہا اور غیر اسلامی اقدار نہ چاہتے ہوئے بھی ہمارے اندر سرایت کرتی جا رہی ہیں۔ اگر ہم ملک و قوم اور ملت کی بقا اور استحکام چاہتے ہیں تو ہمیں ہر طرح کے ذاتی، مسلکی، قومی، لسانی، اور ملکی اختلاف سے کنارہ کشی اختیار کر کے بین المسالک ہم آہنگی اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ اور بالخصوص مسلم ممالک کے آپس کے اختلافات کے خاتمے کے لئے ہمارے حکمرانوں کو مل بیٹھ کر حل کرنا ہو گا اور دنیا میں اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کے لئے ایک عالمی وحدت کے لیے قرآن کے ابدی حکم کے تحت پیش قدمی کرنی ہو گی اور اپنی ملت کے افراد کو عصری تقاضوں کے عین مطابق تیار کرنا ہو گا تاکہ وہ ہر سطح پر اسلام دشمن عناصر و قوتوں کا سدباب کر سکیں۔ ہمیں ایک ہونا ہو گا، ہمیں ایک دوسرے کے لئے سوچنا ہو گا، ہمیں اسلام کے اس نظریہ پر عمل پیرا ہونا ہو گا کہ جس کے متعلق علامہ اقبال یوں گویا ہیں:

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

اسی طرح قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوأَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عزيزٌ حَكِيمٌ ''[23]

ترجمہ: اوراس نے ان کے قلوب میں محبت پیدا کر دی، اگر آپ وہ سب کچھ خرچ کرتے جو زمین میں ہے پھر بھی آپ ان کے قلوب میں الفت نہیں ڈال پاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مابین الفت پیدا کر دی یقیناوہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

امتِ مسلمہ کے اندر حقیقی یگانگت اور وحدت نہ ہونے کے سبب آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پچاس سے زیادہ مسلم ریاستوں کے ہونے کے باوجود بھی عالمی سطح پر ان مسلم ممالک کے حکمرانوں اور عوام کا دنیا کی دیگر ریاستوں کے سامنے اپنی حقیقی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ عالمی سطح پر مسلم ممالک کے حکمرانوں کی اپنی اہمیت یہ ہے کہ کوئی ان کی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔ جس کی بنیادی وجہ مسلمانوں میں اپنے ذاتی اختلافات ہیں اور وحدت و اتحاد اور بین المسالک آہنگی کا فقدان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے امت کو صرف اتحاد و وحدت کی زبانی و کلامی دعوت ہی نہیں دی بلکہ قرآنِ حکیم کی ابدی ہدایات کی روشنی میں عملاً مسلمانوں میں اتحاد قائم کرکے دکھایا اورآپ ﷺ نے ایک ایسے معاشرے میں اتحاد قائم کرکے دکھایا جہاں اتحاد ویگانگت، محبت وایثار نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ قبائلی غیرت وحمیتاس قدر تھی کہ معمولی باتوں پر جھگڑا، کئی کئی ماہ اور سالوں طول پکڑ لیتا تھا۔ اللہ کی خاص توفیق سے رسول اللہ ﷺ نے اس منتشر اور غیر متحد، باہم دست و گریباں رہنے والے قبیلوں کے مابین اتحاد ویگانگت پیدا کر دیا۔ امت مسلمہ عالمی انسانی اتحاد اور وحدت پر مکمل ایمان رکھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں امت مسلمہ کے باہمی اتحاد حتی غیر مسلموں کے ساتھ حُسنِ تعامل کے روشن پہلو موجود ہیں۔ ہم وحدتِ انسانی کیلئے سیرت النبی ﷺ کے راہنماء اصولوں پر عمل کرکے ایک الہیٰ اور خدا محور معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

خلاصہ:

بین المسالک ہم آہنگی وقت کا اہم تقاضا ہے کیونکہ ہمارے ہاں آئے روز مذہب کے نام پر بے گناہوں کا خون بہا دیا جاتا ہے جبکہ مخالف مسلک کے پیروکار پر کفر کا فتویٰ لگانے میں پل بھر کی دیر نہیں کی جاتی، کیا ہمارے اس زور زبردستی کے عمل سے دوسرے مسالک کے پیروکار ہمارے ہمنوا بن گئے ہیں، کیا کفر کے فتاویٰ جاری کرنے سے مذہبی ہم آہنگی نے فروغ پایا ہے یا اشتعال انگیزی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے؟ خرابی بسیار کے بعد ہماری مذہبی قیادت نے اس راز کو پالیا ہے کہ دوسرے مسالک کے لوگوں کو کافر وگستاخ کہنے کی بجائے اپنے نقطہ نظر کو بہتر انداز سے واضح کرنے میں ہی عافیت ہے، دوسرے کی اصلاح ہمدردی وخیر خواہی

کے جذبے کے تحت ہی ہو سکتی ہے جس میں شائستہ انداز اختیار کیا گیا ہو، طویل غور وخوض کے بعد مذہبی قیادت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ہر مسلک کے اندر ایک مختصر طبقہ انتہاپسندانہ نظریات اور نفرتوں کا پرچار کرتا ہے جبکہ موردالزام تمام کو ٹھہرایا جاتا ہے، اس ضمن میں تمام مسالک کے جید علماء کرام نے بڑھتی ہوئی مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کے سدباب کیلئے ملک میں بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کیلئے 20 نکاتی ضابطہ اخلاق پر اتفاق کیا ہے۔ علماء کرام کے دستخط شدہ ضابطہ اخلاق میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی مکتبہ فکر کو نفرت انگیزی' اہانت پر مبنی جملوں اور دوسروں کیخلاف بے بنیاد الزامات اور تقاریر کی اجازت نہیں ہو گی۔ کوئی شخص انبیائے کرام 'خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی توہین نہیں کر سکے گا۔ ضابطہ اخلاق میں اس بات کو شامل کیا گیا ہے کہ حکومت' مسلح افواج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے وابستہ افراد کو کافر قرار دینا کسی کا حق نہیں ہے۔ ریاست کیخلاف لسانیت، علاقائیت، سیاست، مذہبیت اور فرقہ وارایت پر مبنی عصبیت کی تحریکوں کا حصہ بننے سے گریز کیا جائے۔ تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علمائے کرام نے اس ضابط اخلاق پر کاربند رہنے کا تحریری وعدہ کیا ہے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ تمام مسالک اور مکتبہ ہائے فکر کے نمائندہ علمائے کرام نے سماجی پہلو کیساتھ ساتھ معاملے کی سیکورٹی ضروریات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ تحمل برداشت اور دلجوئی کیساتھ ایک دوسرے کے تحفظات اور شکایات کو سنا اور صورتحال کی اصلاح کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کا یقین دلایا ہے۔ مسالک کے درمیان ہم آہنگی کیلئے ضابطہ اخلاق کا طے پانا ایک کامیابی ہے تاہم ریاست اور خود علمائے کرام کو ایسے مواقع زیادہ سے زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے جہاں تمام مسالک کے علماء ایک ساتھ بیٹھ کر لوگوں کی درست سمت میں رہنمائی کر سکیں۔

نتائج وسفارشات:

- مسلم ممالک میں مختلف مسالک کے گروہوں کے مابین ہم آہنگی کے لئے ہر سطح پر مشترکہ کوششیں کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔
- موجودہ دور میں دنیاوی سطح پر بدلتے ہوئے حالات کے پیشِ نظر مسلم ممالک کو اپنے نظامِ ریاست کے استحکام کے لئے وحدتِ امت کے عملی پرچار کرنا عصری ضرورتوں کا متقاضی ہے۔
- بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لئے سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے تمام ذرائع مؤثر حکمتِ عملی سے بروئے کار لائے جائیں۔
- بین المسالک ہم آہنگی کی راہ میں حائل وہ تمام مواد جو ذرائع ابلاغ کی تمام اقسام بالخصوص سوشل میڈیا پر موجود ہے اسے بین کر دیا جائے اور منافرت پر مشتمل تمام ویڈیوز اور تحریروں کا متعلقہ سائیٹس سے حذف کر دیا جائے۔

- بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لئے عوامی سطح پر آگہی مہم شروع کی جائے تا کہ ہر طبقے کے افراد کو وحدتِ امت سے متعلق قرآن وسنت کی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے۔
- بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے ذریعہ ہی مسلم ممالک کا اتحاد ممکن ہے اور مسلم امہ کی عالمی سطح پر ہر میدان میں عملی ترقی کے لیے بھی یہ دورِ حاضر کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1- Al-muʾmnūn: 52

2- Al-ḥğrāt: 10

3- Al ʿimrān:103

4- Al-ānfāl:26

5- Al-fṯḥ:29

6- Al-ānfāl: 46

7- Al-ānfāl: 46

8- Al-frqān: 25

9 -.Hūd: 113

10- Anʿām :153

11- Anʿām 6:۱۵۹

12- Al-i ʿmrٰn: 105-106

13- Al-mūmnūn:52

14- Al-ḥğrāt:10

15- Al ʿmrān:102-103

16- Al-ānfāl: 63

1- المؤمنون: 52

2- الحجرات: 10

3- آل عمران:103

4- الانفال:26

5- الفتح:29

6- الانفال: 46

7- الانفال: 46

8- الفرقان:25

9- هود:113

10- انعام :153

11- انعام :159

12- الِ عمرٰن:105-106

13- المومنون:52

14- الحجرات:10

15- آل عمران:103-102

16- الانفال: 63

17- Al-ānbiāʾ:92

18- Al- imrān:64

19- Al-šūra: 13

20- Al-ḥuğrāt :15

21- Al-ḥğrāt: 9

22- Al-ḥğrāt :13

- 23- Al-ānfāl :63

17- الانبیاء:92

18- ال عمران:64

19- الشوریٰ :13

20- الحجرات :15

21- الحجرات:9

22- الحجرات :13

- 23- الانفال :63